از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 26 نومبر 1957

اندو بھوشن چیٹرجی

بنام

دی سٹیٹ آف ویسٹ بنگال

(بی پی سنہا، جعفر امام اور جے ایل کپور جسٹس صاحبان)

سرکاری ملازم—استغاثہ—اجازت—درست منظوری کے بنیادی اصول—انسداد رشوت ستانی ایکٹ، 1947 (2، سال 1947)، --دفعہ 5 (2)، 6—مجموعہ تعزیرات ہند (ایکٹ 45، سال 1860)، دفعہ 161۔

اپیل کنندہ، جو ایک سرکاری ملازم ہے، کو انسداد رشوت ستانی ایکٹ 1917 کی دفعہ 5(2) اور مجموعہ تعزیرات ہند 161 کے تحت 100 روپے کی رقم کو غیر قانونی طور رشوت کے طور پر قبول کرنے کے الزام میں مجرم قرار دیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا کہ سزا اس بنیاد پر غلط تھی کہ اس کے استغاثہ کی منظوری درست نہیں تھی کیونکہ استغاثہ کی منظوری دینے کے اہل افسر (1) نے مقدمے کے حقائق اور حالات پر اپنا ذہن نہیں لگایا تھا بلکہ صرف پولیس کے تیار کردہ مسودے کو دیکھا تھا اور (2) جرم کی سچائی کی تحقیقات نہیں کی تھی۔ تاہم، شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنے سامنے رکھے گئے تمام بذریعے غذات بذریعے جائزہ لیا جس سے اسے وہ ضروری مواد ملا جس پر اس نے فیصلہ کیا کہ انصاف کے لیے اس کی منظوری دینا ضروری ہے:

حکم ہوا کہ مقدمے میں جائز منظوری کے بنیادی اصول موجود تھے اور یہ کہ سزا درست تھی۔

گوکل چند دوارکا داس مورارکا بنام دی کنگ، (1948) ایل آر 75 آئی اے 30، حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 18، سال 1955۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کیس نمبر 3، سال 1953 میں علی پور میں مغربی بنگال کی پہلی خصوصی عدالت کے 20 نومبر 1953 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہونے والی فوجداری اپیل نمبر 322، سال 1953 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے یکم دسمبر 1954 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے این سی، چٹرجی اور ڈی این مکھرجی۔

بی سین، پی کے گھوش (پی کے بوس کے لیے)، مدعاعلیہ کے لیے۔

26.1957 نومبر۔

عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ امام جسٹس نے دیا۔

کلکتہ کی عدالت عالیہ نے آئین کے آرٹیکل 134 (1)(c) کے تحت تصدیق کی کہ ہمارے سامنے مقدمہ اس عدالت میں اپیل کے لیے موزوں ہے۔ جیسا کہ عدالت عالیہ نے کہا ہے، سرٹیفکیٹ دینے کی بنیاد پر مقررہ وقت پر غور کیا جائے گا۔

اپیل کنندہ کو انسداد رشوت ستانی ایکٹ، 1947 (2، سال 1947) کی دفعہ 5 (2) کے تحت قصوروار ٹھہرایا گیا تھا، جس کے بعد اسے ایکٹ کہا جاتا ہے، اور ایک خصوصی جج نے مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ 161 کے تحت اسے تین ماہ کے لئے قید بامشقت کی سزا سنائی اور ایک ماہ کے لئے مزید قید بامشقت کی سزا دی گئ اور کوتاہی کی صورت میں 500 روپے جرمانہ ادا کیا۔ ایکٹ کی دفعہ 5 (2) کے تحت کوئی علیحدہ سزا نہیں دی گئی۔ انہوں نے اپنی سزا اور سزا دہی کے خلاف ہائی کورٹ میں ناکام اپیل کی۔

اپیل کنندہ کے خلاف مجموعہ تعزیرات ہند 161 کے تحت بنائے گئے الزام میں کہا گیا ہے کہ 12 مئی 1952 کو یا اس کے آس پاس اس نے وی ایس ڈورائی سوامی سے 100 روپے غیر قانونی طور رشوت کے طور پر قبول کیے تھے۔ ڈورائی سوامی نے یہ دیکھتے ہوئے کہ بنگال ناگپور ریلوے، بعد میں مشرقی ریلوے کے خلاف ان کی طرف سے ترجیحی دعووں کے مقدمات کا تیز رفتار اور سازگار بندوبست ہو۔ اسی لین دین سے متعلق ایکٹ کی دفعہ 5 (2) کے تحت الزام میں کہا گیا ہے کہ اپیل کنندہ نے بدعنوان یا غیر قانونی ذرائع سے یا بصورت دیگر سرکاری ملازم کی حیثیت سے اپنے عہدے کا غلط استعمال کر کے 100 روپے کی مذکورہ رقم قبول کی تھی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

استغاثہ کی کہانی کو کسی بھی بڑی تفصیل سے بیان کرنا غیر ضروری ہے کہ ڈورائی سوامی اور اپیل کنندہ کس طرح رابطے میں آئے اور اپیل کنندہ کو رشوت دینے کا عمل کیسے شروع ہوا۔ ان کی ملاقات 1950 میں ہوئی۔ اپیل کنندہ کو اکتوبر 1951 میں 10 روپے اور جنوری 1952 میں 15 روپے ادا کیے گئے، جس کے نتیجے میں اپیل کنندہ نے ڈورائی سوامی سے اپنے دعوے کے مقدمات کو تیزی سے اور ساز گار طریقے سے نمٹانے کے لیے کچھ رشوت طلب کی۔ درخواست گزار اس وقت وجیانا گرام سیکشن کے بنگال ناگپور ریلوے کے دعوے کے مقدمات کے اسسٹنٹ سپروائزر تھے۔ کچھ خفیہ معلومات پر، پوری میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ نے انسپکٹر جی این برہما کو ہدایت کی کہ وہ ریلوے حکام کی طرف سے مبینہ بے ایمانی کی رپورٹ کے سلسلے میں ڈورائی سوامی سے رابطہ کریں۔ برہمانے ڈورائی سوامی سے ملاقات کی اور 10 مئی 1952 کو کلکتہ میں ان سے دوبارہ ملنے کو کہا، جب مؤخر الذکر نے اپیل کنندہ کی طرف سے لکھے گئے کچھ خطوط کے ساتھ شکایت درج کرائی تھی۔ کیس کی تحقیقات کے لیے چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ سے اجازت حاصل کی گئی تھی۔ اس کے بعد ڈورائی سوامی نے کلکتہ میں اپیل کنندہ سے ملاقات کی اور یہ طے پایا کہ ڈورائی سوامی 12 مئی 1952 کو شام 6 بجے بھارت کافی ہاؤس میں 100 روپے ادا کریں گے۔ ڈورائی سوامی نے پولیس کو انتظامات کی اطلاع دی۔ دس روپے کے نشان زدہ کرنسی کے نوٹ ڈورائی سوامی کو دیے گئے۔ اپیل کنندہ اور ڈورائی سوامی کی ملاقات بھارت کافی ہاؤس میں طے شدہ ترتیب کے مطابق ہوئی۔ ان کے درمیان دعووں کے مقدمات کو تیز کرنے کے بارے میں بات چیت ہوئی جس سے اپیل کنندہ نمٹ رہا تھا اور انہیں ان کی ایک فہرست دی گئی تھی۔ یہ فہرست اور نشان زدہ کرنسی نوٹوں کا بنڈل جو ڈورائی سوامی نے اسے دیا تھا، اپیل کنندہ نے اپنی قمیض کی بائیں اوپری جیب میں ڈال دیا تھا۔ انسپکٹر ایچ کے مکھرجی اور ایس بی مترا پوسٹل سروسز کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر جی این گوش اور برہما کے ساتھ اپیل کنندہ کے پاس آئے۔ اس پر پولیس نے الزام لگایا تھا کہ اس نے ڈورائی سوامی سے رشوت کے طور پر 10 روپے کے کرنسی نوٹ حاصل کیے تھے اور اسے انہیں پیش کرنے کو کہا گیا تھا۔ کچھ ہچکچاہٹ کے بعد اپیل کنندہ نے کرنسی نوٹوں کے ساتھ ساتھ ڈورائی سوامی کی طرف سے اسے دی گئی فہرست بھی پیش کی۔ کرنسی نوٹوں کی تعداد کی جانچ پڑتال کی گئی اور پتہ چلا کہ وہ اپیل کنندہ کے حوالے کرنے کے لیے ڈورائی سوامی کو دیے گئے کرنسی نوٹوں کے پہلے سے نوٹ کیے گئے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نمبروں سے میل کھاتے ہیں۔ استغاثہ کا مقدمہ نچلی دونوں عدالتوں کے ذریعے ثابت پایا گیا اور اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا گیا اور سزا سنائی گئی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

شروع میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ نچلی عدالتوں کے ذریعے حاصل کردہ حقائق کے بیک وقت نتائج پر ہمارے سامنے سوال نہیں اٹھائے گئے تھے۔ ہمارے سامنے واحد سوال یہ تھا کہ کیا ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت کوئی جائز منظوری دی گئی تھی جس کے بغیر کوئی عدالت اپیل کنندہ کے ذریعے کیے گئے مبینہ جرائم کا نوٹس نہیں لے سکتی تھی۔

اس سلسلے میں مسٹر چٹرجی کے بیان کی تعریف کرنے کے لیے کچھ حقائق بیان کرنے ہوں گے اور کلکتہ میں مشرقی ریلوے کے چیف کمرشل سپرنٹنڈنٹ گواہِ استغاثہ 5 مسٹر بوکل کے ثبوت کا کچھ حوالہ ضروری ہو گا۔

اس وقت کے بنگال ناگپور ریلوے (بعد میں مشرقی ریلوے) کے دعوے کے مقدمات کے اسسٹنٹ سپروائزر کے طور پر اپیل کنندہ کے پاس آخر کار 75 روپے تک کے دعووں سے نمٹنے اور اس رقم سے زیادہ کے دعووں کے لیے اپنے افسر بالا اسسٹنٹ کمرشل سپرنٹنڈنٹ کو سفارش کرنے کا اختیار تھا۔ ڈورائی سوامی ان کئی افراد کی طرف سے کام کر رہے تھے جنہوں نے ریلوے کے خلاف دعوے کیے تھے۔ یہ مقدمات بے شمار تھے۔ ان تمام مقدمات سے اپیل گزار کو یا تو خود حتمی احکامات جاری کر کے نمٹنا پڑتا تھا، اگر ہر معاملے میں قیمت 75 روپے یا اس سے کم تھی، یا اپنے افسر بالا کو ان معاملات کی سفارش کر کے جہاں ہر معاملے میں دعوے کی قیمت 75 روپے سے زیادہ تھی۔ لہذا اپیل کنندہ نے تمام دعووں کے مقدمات کا مہتمم ہونے کے ناطے یا تو خود حتمی احکامات جاری کر کے یا سفارشات دے کر ان کے نمٹارے میں اہم کردار ادا کیا۔ جب اپیل کنندہ کو 12 مئی 1952 کو بھارت کافی ہاؤس میں 100 روپے ادا کیے گئے تو اس کے پاس نشان زدہ کرنسی نوٹ اور مقدمات کی فہرست پائی گئی، جن میں دعوے کیے گئے تھے، جو اسے ڈورائی سوامی نے دیے تھے۔ اپیل گزار پر مقدمہ چلانے کی منظوری چیف کمرشل سپرنٹنڈنٹ مسٹر بوکل، گواہِ استغاثہ 5 سے طلب کی گئی تھی۔ اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مسٹر بوکل منظوری دینے کے اہل تھے۔ انہوں نے اپنے شواہد میں کہا تھا کہ منظوری سے قبل انہوں نے تمام متعلقہ دستاویزات کا جائزہ لیا اور مطمئن تھے کہ انصاف کے مفاد میں اپیل گزار کے خلاف مقدمہ چلایا جانا چاہیے۔ اس کے مطابق انہوں نے تحریری طور پر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

منظوری دی اور اس دستاویز کو نمائش 6 کے طور پر نشان زد کیا گیا۔ نمائش 6 میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اپیل کنندہ نے 12 مئی 1952 کو ڈورائی سوامی سے 100 روپے رشوت کے طور پر مانگا تھا اور دعوے کے مقدمات کے جلد اور سازگار بندوبست کے مقصد یا انعام کے طور پر اس رقم کو قبول کیا تھا، کہ مسٹر بوکل نے حقائق اور کیس کے حالات پر اپنا ذہن لگایا تھا اور اس بات پر مطمئن تھے کہ انصاف کے مفاد میں، اپیل کنندہ پر مجموعہ تعزیرات ہند 161 اور ایکٹ کی دفعہ 5(2) کے تحت جرائم کے لیے مجاز دائرہ اختیار کی عدالت میں مقدمہ چلایا جانا چاہیے جو اس کے ذریعے مبینہ طور پر انجام دیا گیا تھا۔ اس کے مطابق، انہوں نے ایکٹ کے دفعہ 6 کی توضیعات کے تحت، اپنی منظوری دی کہ اپیل کنندہ پر ریلوے کے وجیانگرام سیکشن کے خلاف دائر دعوے کے مقدمات کے سلسلے میں ڈورائی سوامی کو حق دکھانے کے مقصد یا انعام کے طور پر غیر قانونی طور رشوت قبول کرنے کے جرم کے لیے کسی مجاز عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔

ظاہری طور پر نمائش 6 اور مسٹر بوکل کی شہادت واضح طور پر یہ ثابت کرتا ہے کہ مسٹر بوکل کی طرف سے ایک درست منظوری دی گئی تھی۔ تاہم، خصوصی جج کے سامنے یہ استدعا کی گئی، جیسا کہ عدالت عالیہ میں زور دیا گیا تھا کہ مسٹر بوکل کے جرح میں دیے گئے کچھ بیانات واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے مقدمے کے حقائق اور حالات پر اپنا ذہن نہیں لگایا تھا اور ان کی طرف سے دی گئی منظوری درست نہیں تھی۔ خصوصی جج نے اس دلیل کو مسترد کر دیا اور مطمئن ہو گیا کہ اس کے سامنے نمائش 6 نے اپیل کنندہ کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے ایک درست منظوری کا انکشاف کیا ہے۔ اپیل کی سماعت کرنے والے عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے بھی اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ مسٹر بوکل نے درحقیقت مقدمے کے حقائق اور حالات پر اپنا ذہن لگایا تھا۔ جرح میں مسٹر بوکل کے بیانات کے حوالے سے ان کی رائے تھی کہ انہوں نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ انہوں نے مقدمے کے حقائق پر اپنا ذہن نہیں لگایا۔ ان بیانات سے محض یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اپیل کنندہ کے خلاف پیش کیے گئے مقدمے کی سچائی کی تحقیقات نہیں کی۔ آئین کے آرٹیکل 134 کے تحت عدالت عالیہ میں یہ سند دینے کے لیے درخواست دائر کی گئی تھی کہ یہ مقدمہ اس عدالت میں اپیل کے لیے موزوں ہے۔ سرٹیفکیٹ دینے کے حکم سے پتہ چلتا ہے کہ درخواست کی سماعت کرنے والے فاضل ججوں کی رائے تھی کہ اس معاملے میں دی گئی منظوری درست نہیں تھی۔ فاضل ججوں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

کی رائے تھی کہ یہ سوال کہ آیا اس معاملے میں مناسب منظوری دی گئی ہے یا نہیں، ایک ایسا سوال تھا جو سرٹیفکیٹ دینے کا جواز پیش کرنے کے لیے کافی سنگین تھا۔

اس لیے یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ آیا اس معاملے میں دی گئی منظوری درست تھی یا نہیں۔ منظوری کا مواد پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے لیکن اس لیے کہ کوئی غلط فہمی نہ ہو، ہم خود منظوری کے الفاظ کا حوالہ دیتے ہیں:

"جبکہ بی این ریلوے (اب مشرقی ریلوے) گارڈن ریچ، کلکتہ کے اسسٹنٹ سپروائزر، کلیمز، شری اندو بھوشن چٹرجی کے خلاف شکایت کی گئی تھی، جو وجیانگرام سیکشن کے ریلوے کے خلاف دعووں کے مقدمات کی دیکھ بھال کرتے تھے، کہ مذکورہ اندو بھوسن چٹرجی نے مطالبہ کیا تھا اور 12 مئی 1952 کو کمرشل کلیمز بیورو، وجیانگرام کے شری وی ایس ڈورائی سوامی سے 100 روپے (صرف ایک سو روپے) رشوت قبول کی تھی۔ کمرشل کلیمز بیورو اور اس طرح دفعہ 161 مجموعہ تعزیرات ہند کے تحت قابل سزا جرم کا ارتکاب کرنے کے بعد اور عوامی ملازم کی بندوبست سے اپنے سرکاری حیثیت غیر قانونی اور بدعنوان استعمال کر کے مجرمانہ بدانتظامی کا جرم بھی جو کہ انسداد رشوت ستانی ایکٹ II، سال 1947 کی دفعہ 5(1)، شق (d) کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعہ 5(2) کے تحت اپنے لیے قابل سزا مالی فائدہ حاصل کرنے کے لیے ہے، میں، آر کے بوکل، چیف کمرشل سپرنٹنڈنٹ، مشرقی ریلوے، کلکتہ، معاملے کے حقائق اور حالات پر اپنا ذہن لگانے کے بعد مطمئن ہوں، اور میری رائے ہے کہ انصاف کے مفادات، شری اندو بھوشن چٹرجی، اسسٹنٹ سپروائزر، کلیمز، ایسٹرن ریلوے، گارڈن ریچ، کلکتہ، پر ان کے خلاف مبینہ جرائم کے لیے مجاز دائرہ اختیار کی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ جیسا کہ شری اندو بھوشن چٹرجی، اسسٹنٹ سپروائزر، کلیمز، ایسٹرن ریلوے، گارڈن ریچ، کلکتہ، میرے ذریعہ ان کے دفتر سے ہٹائے جانے کے قابل ہیں؛ اس لیے میں انسداد رشوت ستانی ایکٹ II، سال 1947 کی دفعہ 6(c) کے ذریعے مجھ میں موجود اختیارات کی بنا پر، اس طرح منظوری دیتا ہوں: کہ شری اندو بھوشن چٹرجی پر کسی مجاز عدالت میں اس جرم کے لیے مقدمہ چلایا جائے کہ انہوں نے اپنے سرکاری کاموں یعنی شری وی ایس ڈورائی سوامی پر احسان کرنے کے مقصد یا انعام کے طور پر غیر قانونی طور رشوت قبول کی تھی۔ مشرقی ریلوے کے وجیانگرام سیکشن کے مقدمات کا بندوبست، جو دفعہ 161 مجموعہ تعزیرات ہند کے تحت قابل سزا ہے اور انسداد رشوت ستانی ایکٹ (ایکٹ II، سال 1947) کی دفعہ 5(2) کے تحت قابل سزا مالی فائدہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

حاصل کرنے کے لیے اپنے سرکاری حیثیت بدعنوان اور غیر قانونی استعمال کے لیے مجرمانہ بدانتظامی کے جرم کے لیے۔"

ہماری رائے میں، اس منظوری میں ان تمام حقائق کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے جو 12 مئی 1952 کو ڈورائی سوامی سے 100 روپے کی قبولیت کے حوالے سے اپیل گزار کے خلاف مبینہ استغاثہ کے مقدمے سے متعلق ہیں، ایسے حالات میں جو، اگر ثابت ہو جاتے ہیں تو، دفعہ 161، مجموعہ تعزیرات ہند اور ایکٹ کی دفعہ 5(2) کے تحت جرائم کا حامل ہوں گے۔ منظوری میں یہ بھی واضح طور پر کہا گیا ہے کہ مسٹر بوکل نے اپنے دماغ کا استعمال کیا تھا اور ان کی رائے تھی کہ انصاف کے مفاد میں اپیل کنندہ پر مقدمہ چلایا جانا چاہیے۔ اپیل گزار کے خلاف اس کے مقدمے میں جو الزام لگایا گیا تھا وہ اسی واقعے کے حوالے سے تھا اور کوئی اور نہیں۔ منظوری میں مزید کیا حقائق بیان کرنے کی ضرورت تھی، ہم سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ مسٹر بوکل نے اپنے معائنے کے چیف میں کہا کہ "پولیس کی استدعا پر، میں نے ایک شری آئی بی چٹرجی کے خلاف مقدمہ چلانے کی منظوری دی جو زیر نگراں مطالبات کے اسسٹنٹ سپروائزر تھے۔ منظوری سے پہلے میں نے تمام متعلقہ بذریعے غذات بذریعے جائزہ لیا اور مطمئن تھا کہ انصاف کے مفاد میں شری آئی بی چٹرجی پر مقدمہ چلایا جانا چاہیے۔ یہ منظوری ہے جس پر نمائش 6 نشان لگا ہوا ہے۔ تاہم، جرح میں انہوں نے مندرجہ ذیل بیان دیا: "یہ منظوری نمائش 6 پولیس نے تیار کی تھی اور اسے میرے دفتر کی نجی برانچ نے میرے سامنے رکھا تھا۔ میں نے اپنے دفتر سے اس معاملے کے سلسلے میں کوئی ریکارڈ طلب نہیں کیا۔ میں نے منسلک دعووں کے مقدمات طلب نہیں کیے اور نہ ہی میں نے ان دعووں کے مقدمات کی صورتحال کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔" سرٹیفکیٹ دینے میں فاضل جج، بظاہر، مسٹر بوکل کے اس بیان سے متاثر ہوئے کہ نمائش 6 کو پولیس نے تیار کیا تھا اور اسے ان کے دفتر کی نجی برانچ نے ان کے سامنے رکھا تھا، کیونکہ فاضل چیف جسٹس نے مشاہدہ کیا، "میں شاید ہی تصور کر سکتا ہوں کہ پولیس کی طرف سے پیش کردہ تیار شدہ منظوری پر محض کسی کے دستخط کر کے مناسب منظوری دینے کا فرض مناسب طریقے سے نبھایا جائے گا"، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ مسٹر بوکل کا گوشوارہ یہ ثابت نہیں کرتا ہے کہ اس نے محض پولیس کی طرف سے پیش کردہ تیار شدہ منظوری پر اپنے دستخط کیے تھے۔ یہ سچ ہے کہ انہوں نے خود اس پابندی کا حکم یا مسودہ تیار نہیں کیا تھا، لیکن مسٹر بوکل نے اپنے ابتدائی بیان میں واضح الفاظ میں کہا ہے کہ منظوری دینے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سے پہلے انہوں نے تمام متعلقہ کاغذات کا جائزہ لیا۔ مسٹر بوکل کے اس بیان پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، اور نہ ہی عدالت عالیہ نے فٹنس کا سرٹیفکیٹ دیتے ہوئے ایسا کیا ہے۔ وہ ریلوے میں اعلی عہدے کا افسر تھا اور اسے پوری طرح معلوم ہو گا کہ اس کے ماتحت ریلوے کے ایک اہلکار کے خلاف منظوری کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے۔ یہ ناقابل تصور ہے کہ مسٹر بوکل کے عہدے کا افسر پولیس کی تیار کردہ منظوری پر اندھا دھند دستخط کرے گا۔ بظاہر، پہلے سے تیار کردہ منظوری میں وہ تمام مادی حقائق موجود تھے جن پر 12 مئی 1952 کو اپیل کنندہ کے ذریعے رشوت کی قبولیت سے متعلق استغاثہ شروع کیا جانا تھا۔ جب نمائش 6 مسٹر بوکل کے سامنے رکھی گئی تو دیگر متعلقہ کاغذات بھی ان کے سامنے رکھے گئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسٹر بوکل سے جرح نہیں کی گئی کہ دیگر متعلقہ کاغذات کیا تھے اور مسٹر بوکل سے کوئی سوال نہ پوچھے جانے کی صورت میں ہمیں ان کے اس بیان کو قبول کرنا چاہیے کہ ان کے سامنے رکھے گئے کاغذات ان کے سامنے موجود واحد سوال سے متعلق تھے کہ آیا انہیں اپیل کنندہ کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے اپنی منظوری دینی چاہیے یا نہیں۔ مسٹر بوکل نے کہا، اور ہمیں ان کے بیان پر عدم اعتماد کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی، کہ انہوں نے اپنی منظوری دینے سے پہلے ان تمام بذریعے غذات کو دیکھا اور اس بات پر مطمئن ہونے کے بعد کہ منظوری دی جانی چاہیے، انہوں نے اپنی منظوری دے دی۔ یہ سچ ہے کہ اس نے اپنے دفتر سے اس معاملے کے سلسلے میں کوئی ریکارڈ طلب نہیں کیا اور نہ ہی اس نے منسلک دعووں کے مقدمات طلب کیے یا یہ معلوم کیا کہ وہ کیسے کھڑے ہیں۔ یہ مسٹر بوکل کا کام نہیں تھا کہ وہ اپیل گزار کے خلاف لگائے گئے الزامات کی سچائی کا فیصلہ اپنے دفتر سے متعلقہ دعووں کے مقدمات یا اس معاملے سے متعلق دیگر ریکارڈ طلب کر کے کریں۔ ان کے سامنے رکھے گئے کاغذات نے بظاہر انہیں وہ ضروری مواد فراہم کیا جس پر انہوں نے فیصلہ کیا کہ انصاف کے لیے ان کی منظوری دینا ضروری ہے۔

گوکل چند دوارکا داس مورارکا بنام دی کنگ ([1]) اور دیگر مقدمات جن کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے، اپیل کنندہ کی جانب سے اس استدعا کی حمایت میں کہ دی گئی منظوری درست منظوری نہیں تھی، پر انحصار رکھا گیا تھا۔ تاہم، مورارکا کے معاملے ([1]) کو احتیاط سے پڑھنے سے ہمیں اطمینان ہوتا ہے کہ اس معاملے میں دی گئی منظوری کسی بھی طرح سے عدالتی کمیٹی کے محترم المقام کے مشاہدات سے متصادم نہیں ہے۔ اس کے برعکس، ہماری رائے میں، یہ ان کے مطابق ہے۔ اپیل کنندہ کے فاضل

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

وکیل کی طرف سے حوالہ کردہ دیگر مقدمات میں سے کوئی بھی اس معاملے میں ہماری مدد نہیں کرتا ہے۔ جب خود منظوری اور مسٹر بوکل کے شواہد کی احتیاط سے جانچ پڑتال کی جاتی ہے اور ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ دی گئی منظوری ایک درست منظوری تھی۔ واحد نقطہ جس پر ہمارے سامنے بحث کی گئی تھی اور جو سرٹیفکیٹ دینے میں ناکام ہونے کی واضح وجہ تھی، اپیل کو مسترد کیا جانا چاہیے اور اپیل کنندہ کی سزا اور سزا دہی کو برقرار رکھنے میں عدالت عالیہ کے فیصلے کو برقرار رکھا جانا چاہیے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document